

اقامت کے وقت مقتدی

کبے

کھڑے ہوں؟

(نہ)

مفتی اعظم حضرت مولانا مفتی الحاج محمد شفیع رحمۃ اللہ علیہ

من جانب

جمعیۃ الطالبین جامعہ مسعودیہ نور العلوم بہرائچ

— یو۔ پی۔ —

Typwww.faranjunedahmad.blogspot.com
Juned Ahmad Noor
Bahraich U.P. India.
WhatsApp. 9648176721e text here

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

الْحَمْدُ لِلَّهِ وَكَفَى وَسَلَامٌ عَلَى عِبَادِهِ الَّذِينَ اصْطَفَى

اُتَابَعَل۔ اقامت نماز کے وقت امام اور مقتدی کس وقت کھڑے ہوں شروع اقامت سے یا بعد میں مؤذن کے کسی خاص کلمہ پر یہ ایک ایسا فروعی مسئلہ ہے کہ اس کی جانب میں گناہ نہیں۔ دونوں ہی طریقہ شرعاً جائز ہیں۔ فرق اور اختلاف صرف اس میں ہے کہ افضل اولیٰ کون سا طریقہ ہے۔ اگر کچھ کراہت ہے تو وہ صرف اس صورت میں ہے کہ امام کے مسجد میں آنے سے پہلے اقامت شروع کر دیں اور مقتدی کھڑے ہو کر امام کے آنے کا انتظار کرتے رہیں۔ یہ صورت عموماً کہیں ہوتی نہیں۔ اور جو صورت عام طور پر پیش آ رہی ہے کہ امام بھی موجود مقتدی بھی اس میں شروع سے کھڑا ہو جانا بھی بغیر کسی کراہت یا اختلاف کے جائز ہے اور کچھ تاخیر سے کھڑا ہونا بھی کسی کے نزدیک مکروہ نہیں۔ اس مسئلہ کو بحث و مباحثہ اور باہمی جدال و جھگڑے کا ذریعہ بنالینا کوئی کار خیر نہیں بلکہ باہمی جدال اور جھگڑے سے جو فساد پیدا ہو جاتے ہیں اس میں فریقین سخت گناہوں کے مرتکب ہو جاتے ہیں۔

ایک دوسرے کی توہین کرنے لگتے ہیں، باہمی منافرت پیدا ہو جاتی ہے۔ جس کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بڑی سختی کے ساتھ روکا ہے حجۃ الوداع کے خطبہ میں فرمایا کُلُّ الْمُسْلِمِ عَلَى الْمُسْلِمِ حَرَامٌ دَمُهُ وَ مَالُهُ وَ عَرَضُهُ۔ یعنی ایک مسلمان کی ہر چیز دوسرے مسلمان کے لئے حرام، اُس کا خون بھی اُس کا مال بھی، اُس کی آبرو بھی۔ توہین اور سخت کلامی میں ایک دوسرے کی آبرو پر حملہ ہوتا ہے جو از روئے حدیث مذکور حرام ہے۔ دوسری حدیث میں ارشاد ہے تَسَابُحُ الْمُسْلِمِ فَسَوْفٌ، یعنی کسی مسلمان کو گالی دینا برا کہنا فسق ہے۔ اب سمجھنے کی بات ہے کہ ایک اولیٰ و افضل پر عمل کرنے کے لئے اتنے حرام اور کبیر گناہوں کا ارتکاب کیا وانشتمندی ہے؟ خصوصاً اس زمانے میں کہ پورے عالم اسلام کو صرف مسلمانوں کے باہمی تفرقہ نے تباہی کے کناارے پر لگا دیا ہے اس زمانے میں تو ایسے مسائل میں ہر مسلمان کو چاہئے کہ جس عالم بزرگ پر اعتماد ہو اس کے فتویٰ کے مطابق اپنے عمل میں افضل کو تلاش کر کے اس پر عمل کرے۔ دوسرے اگر اس کے خلاف عمل کرتے ہیں، بغیر کسی جھگڑے کے نرمی سے سمجھائیے کہ موقوفہ ہو تو سمجھا دے ورنہ اس کو اس کے طریقہ پر چھوڑ دے۔ مندرجہ رسالہ سوال و جواب اب سے تینیس سال پہلے دارالعلوم دیوبند میں

لکھا لیا تھا۔ چونکہ عوام یہاں بھی اس مسئلہ میں الجھتے رہتے ہیں اسلئے
 مسئلہ کی پوری حقیقت واضح کرنے کے لئے اس کو کسی قدر اضافہ
 و ترمیم کے ساتھ شائع کیا جا رہا ہے۔ مگر یہ پھر عرض ہے کہ اگر
 سمجھ میں آجائے تو خود عمل کریں، دوستوں کو بتلا دیں، جو لوگ
 اس کے خلاف کریں ان سے کوئی جھگڑے کی صورت ہرگز نہ بننے دیں۔

وَاللّٰهُ الْمُسْتَعَانُ

بندہ محمد شفیع دارالعلوم کراچی
 (پاکستان)

۲۷ ربیع الاول ۱۳۹۲ھ

www.faranjunedahmad.blogspot.com

Juned Ahmad Noor

Bahraich U.P. India.

WhatsApp. 9648176721

سوال کیا فرماتے ہیں علماء دین

اس مسئلے میں کہ بوقت قیام الی الجماعت امام اور مقتدین کا ابتداء و اقامت سے کھڑا ہونا مستحب ہے یا حتیٰ علی الفلاح پر۔ اگر مقتدین بغیر امام یا مع الامام ابتداء و اقامت سے کھڑے ہو جائیں تو کیا ان کا یہ عمل کراہت میں داخل ہے اگر کراہت میں داخل ہے تو سیدنا فاروق عظیم کا ابتداء و اقامت سے کھڑے ہو کر صفوں کو استوار کرنا اور اس پر عمل کی تلقین کرنا کراہت کے خلاف ہے۔ اور اگر قیام من ابتداء و الاقامت مکروہ نہیں تو حاشیہ طحاوی میں تحریر کردہ حکم کراہت قیام من ابتداء الاقامت کا کیا جواب ہے؟۔ مع حوالہ کتب بیان فرما کر تشفی بخشیں۔
بَیِّنُوا وَتَوَجَّرُوا۔

الجواب وباللہ التوفیق

سوال کے جواب میں پہلے یہ سمجھنا ضروری ہے کہ اس معاملہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرامؓ کا تعامل کیا اور کس طرح رہا ہے۔ اسی کے سمجھنے سے سب سوالات کا خود بخود حل ہو جائے گا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا عمل

صحیح مسلم میں حضرت جابر بن عمرؓ سے روایت ہے کہ :-

۱۔ کان بلال یؤذن اذا حضرت الشمس فلا یقیم حتی یمخرج النبی صلی اللہ علیہ وسلم فاذا خرج الامام اقام الصلوۃ۔

(مسلم، باب من یقوم الناس فی الصلوۃ، ص ۲۲ ج ۱)

حضرت بلالؓ اذان ظہر اس وقت دیتے تھے جب کتاب زوال آجاتا پھر اقامت اس وقت تک نہ کہتے تھے جب تک نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم مکان سے باہر نہ آجاتے، جب باہر تشریف لاتے تو نماز کی اقامت کہتے تھے۔

نیز صحیح مسلم میں ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ

۲۔ ان الصلوۃ کانت تقام لرسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فیما خلد الناس مصافحہم قبل ان یقوم النبی صلی اللہ علیہ وسلم مقامہ۔

(مسلم ص ۲۲ ج ۱)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی امامت کیلئے نماز کھڑی کیجاتی تھی اور لوگ آپ کے کھڑے ہونے سے پہلے اپنی اپنی جگہ صفوں میں لے لیتے تھے۔

۳۔ عن ابی ہریرۃ یقول اقیمت الصلوۃ فقمنا بعد اننا

الصفوف قبل ان یمخرج الینا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم۔

۴۔ عن ابی قتادۃ قال قال رسول اللہ ﷺ اذا اقيمت

٥- روى عبد الرزاق عن ابن جريج عن ابن شهاب ان الناس كانوا ساعة يقول المؤذن الله اكبر يقومون الى الصلوة فلا يأتي النبي صلى الله عليه وسلم مقامه حتى تعتدل الصفوف -

ابن شہابؒ سے مروی ہے کہ جس وقت ہوذن اللہ اکبر کہتا تھا
لوگ نماز کے لئے کھڑے ہو جاتے تھے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے
تشریف لانے تک صفیں درست ہو جاتی تھیں۔ (فتح الباری ج ۹ ص ۲۰۵)

٤- عن عبد الله بن أوفى قال كان بلال إذا قال قد قامت

الصلوة فحض رسول الله صلى الله عليه وسلم. رذکرہ فی مجمع الزوائد عن مسند
 حضرت عبداللہ بن اوفی نے فرمایا کہ حضرت بلال جب قیامت لصلوۃ
 کہتے تھے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کھڑے ہوتے تھے۔

مسئلہ زیر بحث کے متعلق یہ چھ احادیث ہیں جن میں رسول اللہ صلی اللہ
 علیہ وسلم کا اپنا عمل اس مسئلے کے متعلق بیان فرمایا ہے۔ ان میں پہلی
 حدیث سے یہ ثابت ہوا کہ حضرت بلال رضی اللہ عنہ کی عام عادت یہ تھی کہ حجرہ شریفہ کی
 طرف نظر رکھتے تھے جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھتے کہ آپ
 باہر تشریف لے آئے تو اقامت شروع کرتے تھے۔ زرقانی نے شرح
 مؤطاء میں اور قاضی عیاض نے شرح شفا میں اس حدیث کا
 یہی مفہوم لکھا ہے۔ اُن کے الفاظ یہ ہیں۔ "ان بلاک کان یراقب
 خروج النبی صلی اللہ علیہ وسلم فاوّل ما یراہ لیشروع فی الاقامۃ قبل ان
 یراہ غالب الناس ثم اذا رآوہ قاموا فلا یقوم مقامہ حتی تعبدل
 صفوفہم۔" (زرقانی علی المؤطاء ص ۱۳۴ ج ۱)۔ حضرت بلال بنی کریم
 صلی اللہ علیہ وسلم کے نکلنے کا انتظار کرتے تھے اور آپ پر نظر پڑتے ہی
 اقامت شروع کر دیتے تھے اور ابھی آپ کثر لوگوں کی نظروں کے سامنے
 نہ آنے پاتے تھے۔ پھر جب لوگ آپ کو دیکھتے تھے تو کھڑے
 ہو جاتے تھے اور صفیں درست ہونے سے پہلے اپنی جگہ نہیں کھڑے

ہوتے تھے۔ دوسری اور تیسری حدیث سے بھی یہ ثابت ہوا کہ صحابہ کرام کی عام عادت یہ تھی کہ جب مؤذن تکبیر شروع کرتا تو سب لوگ کھڑے ہو کر صفوں کی درستی کر لیتے تھے۔ امام نوویؒ نے شرح مسلم میں تیسری حدیث کے جملہ فعل لنا الصفوف پر فرمایا کہ اشارة الى انه هذه سنة معهودة عندهم وقد اجمع العلماء على استحباب تعديل الصفوف، اس میں اشارہ اس طرف ہے کہ یہ ان کے نزدیک سنت ہے۔ اور علماء کا اجماع ہے کہ صفیں سیدھی کرنا مستحب ہے۔ چوتھی حدیث سے معلوم ہوا کہ بعض اوقات ایسا کھلی ہوا کہ حضرت بلالؓ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے گھر سے باہر تشریف لانے سے پہلے ہی اقامت شروع کر دی اور سب ستور سب صحابہ اقامت شروع ہوتے ہی کھڑے ہو گئے پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو کچھ دیر لگی تو آپ نے یہ ہدایت دی کہ میرے نکلنے سے پہلے کھڑے نہ ہوں۔ مقصد اس کا ظاہر ہے کہ لوگوں کو مشقت سے بچانے کے لئے فرمایا ہے۔ اور اس حدیث کے الفاظ لا تقوموا حتی ترونی معی میں وقت تک کھڑے نہ ہو جب تک یہ نہ دیکھ لو کہ میں گھر سے باہر آ گیا ہوں۔ اس لفظ سے بھی مفہوم ہوتا ہے کہ میرے باہر آ جانیکے بعد کھڑے ہونے میں کوئی حرج نہیں۔ (مما قال المزرقانی فی شرح الموطاء انه غی عن القیام قبل خروجه تسبیح له عند رؤيته ص ۱۳۳)

پانچویں حدیث میں اصل عادت اور عام تعامل یہ معلوم ہوا کہ حضرت بلالؓ اقامت اس وقت شروع کرتے جب تک لیتے کہ آپؐ حجرہ شریفہ سے باہر تشریف لے آئے اور اقامت شروع ہوتے ہی حسب دستور صحابہ کرامؓ کھڑے ہو کر صفوف کی درستی کر لیتے تھے۔

چھٹی حدیث سے ایک خاص صورت یہ بھی معلوم ہوئی کہ بعض اوقات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نماز سے پہلے ہی مسجد میں تشریف لے جاتے تھے تو آپ اس وقت کھڑے ہوتے تھے جب تک کہ قَدْ قَامَ الصَّلَاةُ پر پہنچتا تھا۔ اس سے ظاہر ہے کہ عام صحابہ کرامؓ بھی آپ کے ساتھ اسی وقت کھڑے ہوتے ہوں گے۔

ان سب روایات حدیث کے مجموعہ سے ایک بات قدر مشترک کے طور پر یہ ثابت ہوئی کہ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پہلے مسجد میں تشریف فرما نہ ہوتے بلکہ گھر میں سے تشریف لاتے تھے تو آپ کو دیکھتے ہی حضرت بلالؓ اقامت شروع کرتے اور صحابہ کرامؓ شروع اقامت سے کھڑے ہو کر تعدیل صفوف کرتے تھے، آپ نے اس کو کبھی منع نہیں فرمایا۔ البتہ گھر میں سے باہر تشریف لانے سے پہلے اقامت کہنے اور لوگوں کے کھڑے ہونے سے منع فرمایا ہے وہ بھی از روئے شفقت و ممانعت تھی جس کو فقہاء کرام کی زبان میں مکروہ تنزیہی کہا جاسکتا ہے۔

تابع سنت خلفاء و راشدین کا تعامل۔

عن نَعْمَانِ بْنِ بَشِيرٍ قَالَ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَسُورُ صُفُوفَنَا إِذَا قُمْنَا إِلَى الصَّلَاةِ فَذَا اسْتَوَيْنَا كَبَّرَ۔ (رواه ابو داؤد)

حضرت نعمان بن بشیرؓ سے مروی ہے کہ جب ہم نماز کیلئے کھڑے ہوتے تھے تو رسول کرم صلی اللہ علیہ وسلم ہماری صفیں درست کرتے تھے اور جب ہم سجدے ہو جاتے تو تکبیر تحریمہ کہتے تھے۔

رَوَى عَنْ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ أَنَّ يُوَكْلَ بْنَ رَجَاءٍ أَقَامَ الصُّفُوفَ فَلَا يَكْبُرُ حَتَّى يُخْبِرَ أَنَّ الصُّفُوفَ قَدْ اسْتَوَتْ۔ (اخرجه الترمذی)
وقال وروى عن علي وعثمان انهما كانا يتعاهدان ذلك۔ یہ دونوں حدیثیں نیل الابرار کی ہیں۔

حضرت عمرؓ نے صفیں درست کرنے کیلئے لوگ متعین کر دیے تھے اور یہیں درست ہونے کی خبر جب تک نہ دیا جاتی تکبیر تحریمہ نہیں کہتے تھے۔ (امام ترمذی)۔ اس حدیث کی روایت کی ہے اور فرمایا ہے کہ حضرت علیؓ اور حضرت عثمانؓ بھی اس امر کا اہتمام کرتے تھے۔

ان میں پہلی حدیث سے خود رسالتہاب صلی اللہ علیہ وسلم کا عمل اور دوسری حدیث سے خلفاء راشدین میں سے حضرت عمرؓ بن خطابؓ حضرت عثمانؓ غنیؓ اور حضرت علیؓ کا یہ تعامل اور عام عادت معلوم

ہوئی کہ وہ صفوں کی درستی کی خود بھی نگرانی کرتے تھے اور جب تک کہ نہ معلوم ہو جائے کہ صفیں درست ہو گئیں یعنی نہ صف کے درمیان میں کوئی جگہ چھوڑی گئی اور نہ آگے پیچھے ہے اس وقت تک سیر نماز کی شروع فرماتے تھے۔

اور ظاہر ہے کہ یہ صحیح بھی ہو سکتا ہے کہ جب لوگ شروع اقامت سے کھڑے ہو جائیں جیسا کہ اوپر احادیث مرفوعہ سے صحابہ کرام کی عادت بھی ثابت ہو چکی ہے۔ ورنہ اگر حجت علی الصلوٰۃ یا حی علی الفلاح یا قد قامت الصلوٰۃ پر لوگ کھڑے ہوں تو اس کے بعد تسویہ صفوف کا انتظام کیا جائے تو یہ اس کے بغیر نہیں ہو سکتا کہ اقامت ختم ہو جانے کے کافی دیر کے بعد نماز شروع ہو جائے۔ یہ باتفاق علماء مذہب ہے۔

مذاہب فقہاء۔

حضرات فقہاء نے اس مسئلہ بعنوان آداب الصلوٰۃ لکھا ہے اور آداب سے مراد وہ افعال مراد ہیں جن کا چھوڑ دینا کسی کو اس پر یا عتاب کا موجب نہیں ہوتا۔ کرنا اس کا افضل ہے، نہ کرنے والے پر بھی تکبیر کرنا جائز نہیں بلکہ تکبیر کرنا بدعت ہے۔ ورنہ میں فصل صلوٰۃ سے پہلے لکھا ہے۔

”ولها آداب تركها لا يوجب اساءة ولا اعتابا كترك سنة
الزوائد وفعله افضل“

اور نماز کے کچھ آداب ہیں جنکے چھوڑنے سے گناہ نہیں ہوتا اور
نہ ملامت ہوتی ہے مثلاً سنن زوائد کو ترک کرنا، ہاں اس کا کرنا افضل ہے۔
اس استحباب میں مذاہب ائمہ مجتہدین امام نوویؒ نے شرح مسلم میں
اس طرح لکھا ہے۔

”مذاہب الشافعی وطائفة انه يستحب ان لا يقوم احد
حتى يفرغ المؤذن من الاقامة ونقل القاضي عياض عن مالك
وعامة العلماء انه يستحب ان يقوموا اذا اخذ المؤذن في الاقامة
وكان النس يقيم اذا قال مؤذن قد قامت الصلوة وبه قال
احمد وقال ابو حنيفة والكوفيون يقومون في الصف اذا
قال حتى على الصلوة (نووی شرح مسلم ص ۳۲ ج ۱)

امام شافعیؒ اور ان کے علاوہ ایک جماعت کا مذہب یہ ہے کہ
مؤذن کے اقامت سے فارغ ہونے تک کسی کا کھڑا نہ ہونا مستحب ہے۔
قاضي عياضؒ نے امام مالکؒ اور عامۃ العلماء سے نقل کیا ہے کہ
مؤذن کے اقامت شروع کرتے وقت لوگوں کا کھڑا ہونا نامستحب ہے
اور جب مؤذن قد قامت الصلوة کہتا تھا تو حضرت انسؓ کھڑے ہو جایا

کہتے تھے حضرت امام احمد بھی اسی کے قائل ہیں۔ اور حضرت امام ابو حنیفہؒ اور دیگر اہل کوفہ نے فرمایا ہے کہ حی علی الصلوٰۃ کہتے وقت صف میں کھڑے ہو جائیں۔ اور مذہب حنفیہ کی پوری تفصیل عالمگیری اور بدائع میں حسب ذیل ہے۔

ان كان المؤذن غير الامام وكان القوم مع الامام في المسجد فانه يقوم الامام والمؤتم اذا قال حي على الفلاح عند علمائنا الثلاثة وهو الصحيح فاما اذا كان الامام خارج المسجد فان دخل من قبل الصفوف فكلما جاوز صفافا ذلك الصف في اليمين ثم لامة السرخسي وشيخ الاسلام خواهرزاده، وان كان الامام دخل المسجد من قدامهم فيقومون كما رآوا الامام ولا يقومون مالم يدخل المسجد۔ (عالمگیری ص ۳۵ ج ۱)

اگر مؤذن امام کے علاوہ ہو اور مقتدی حضرات امام کے ساتھ مسجد میں ہوں تو امام اور مقتدی حی علی الفلاح کہتے وقت کھڑے ہو جائیں، ہمارے ائمہ ثلاثہ کا مذہب یہی ہے۔ اور یہی قول صحیح ہے اور اگر امام خارج مسجد ہو تو دیکھا جائے اگر امام صفوں کی طرف سے داخل ہو تو امام جس صف سے بڑھتا جائے اس صف کے لوگ کھڑے ہوتے جائیں، اسی طرف شمس لامة سرخسی اور شیخ الاسلام خواہر زادہؒ بھی مائل ہوئے ہیں۔ اور اگر امام مقتدیوں کے سامنے سے داخل ہو تو امام کو دیکھتے ہی سب کھڑے ہو جائیں اور جب تک

مسجد میں داخل نہ ہو کھڑے نہ ہوں۔

اور بدائع میں اس تفصیل مذکور کی حکمت بھی بیان فرمائی

ہے کہ لان القیام لاجل الصلوٰۃ ولا یکن ادا تھا بدون اکامام فلم
یکن القیام مفیداً ثم ان دخل اکامام من قدام الصفوف فکماراً و
قاموا کانه کما دخل المسجد قام مقام الامامة وان دخل من وراء الصفوف
فالصیحة انه کما جاوز صفاً قام ذالک الصف لانه صار بحال لو اقتدوا به
جاز فصار فی حقهم کانه اخذ مکانہ۔ (بدائع ص ۲۰۰ ج ۱)

اس لئے کہ قیام نماز ادا کرنے کیلئے ہے اور نماز ادا کرنا بدون امام کے
ممكن نہیں۔ لہذا قیام (بغیر امام کے) مفید نہ ہوگا۔ پھر اگر امام صفوں کے
سامنے سے مسجد میں داخل ہوتا امام کو دیکھتے ہی سب کھڑے ہو جائیں
کیوں کہ امام مسجد میں داخل ہوتے ہی امامت کی جگہ کھڑا ہو گیا، اور اگر امام
صفوں کے پیچھے سے داخل ہو تو صحیح قول کے مطابق امام جس صف سے
آگے بڑھتا جائے اسی صف کے لوگ کھڑے ہوں کیونکہ امام جس صف سے
آگے بڑھ گیا ان کے حق میں اس حالت پر ہو گیا کہ اگر اسکے پیچھے اقتدار کریں
تو کر سکتے ہیں، لہذا امام گویا ان کے حق میں اپنی جگہ پر آ گیا۔

اور مذہب مالکیہ کی تشریح خود امام مالکؒ نے جو موطا میں ایک

سوال کے جواب میں فرمائی وہ یہ ہے :-

متنی يجب القيام على الناس حين تقام الصلوة۔ قال مالك اما
قيام الناس حين تقام الصلوة فاني لم اسمع في ذلك بحال يقام له الا في
ارى ذلك على قدر طاقة الناس فان منهم الثقيل والخفيف ولا يستطيعون
ان يكونوا كل رجل واحد۔ (موطاء امام مالك)۔ نماز شروع ہوتے وقت
لوگوں پر قیام کب واجب ہے؟ حضرت امام مالکؒ نے فرمایا کہ نماز شروع
ہوتے وقت لوگوں کے قیام کے بارے میں کوئی حد متعین نہیں سنی
کہ اس وقت کھڑے ہوں، مگر میں سمجھتا ہوں کہ یہ لوگوں کی طاقت کے
مطابق ہونا چاہئے کیوں کہ ان میں بعض بھاری ہیں اور بعض ہلکے ہوتے
ہیں اور سب ایک طرح کے نہیں ہو سکتے۔

مسئلہ زبر بحث کے متعلق ائمہ اربعہ کے مذاہب کو رالصدر عبادت میں
آگے ہیں جنکا خلاصہ یہ ہے کہ امام شافعیؒ کے نزدیک قیامت ختم ہونیکے بعد
کھڑا ہونا مستحب ہے۔ امام مالکؒ کے نزدیک سب روایت قاضی عیاض شروع اقامت
ہی کھڑا ہونا مستحب ہے، البتہ موطا کی تشریح سے یہ معلوم ہوا کہ کسی خاص حد پر
بھی قیام واجب نہیں بلکہ لوگوں کو ان کی سہولت پر چھوڑا جائے۔ بھاری
کمزور آدمی دیر میں اٹھتا ہے۔ ہلکا آدمی جلدی اٹھ جاتا ہے۔ امام
احمد بن حنبلؒ کا مذہب یہ معلوم ہوا کہ جب مؤذن قدامت الصلوة
کے اس وقت کھڑا ہونا چاہئے۔

امام اعظم ابو حنیفہؒ کے مذہب میں تفصیل یہ ہے جو عالمگیری اور بدائع کے حوالہ سے اوپر مذکور ہوئی کہ امام ابو مقتدی اگر اقامت سے پہلے ہی مسجد میں موجود تھے تو صبح روایت کے مطابق حی علی الفلاح پر اٹھ جانا چاہئے اور اگر امام باہر سے آ رہا ہے تو اگر وہ محراب کے کسی دروازے سے یا اگلی صف کے سامنے سے آئے تو جس وقت مقتدی امام کو دیکھیں اس وقت کھڑے ہو جائیں اور اگر وہ پچھلی صفوں کی طرف سے آ رہا ہے تو جس صف سے گزرے وہ صف کھڑی ہوتی چلی جائے۔

ایک تہذیبیہ البحر الرائق میں حنفیہ کے مذہب کی تفصیل لکھتے ہوئے جہاں

یہ بیان کیا ہے کہ جب امام اقامت سے پہلے ہی مسجد میں موجود ہو تو حی علی الفلاح پر کھڑا ہونا چاہئے اس کی علت یہ بیان فرمائی ہے۔

والقیام حین قبل حی علی الفلاح لانه امر يستحب المسارعة اليه۔
(مجموعہ ج ۱)۔ حی علی الفلاح پر کھڑا ہونا اس لئے فضیلت ہے کہ لفظ حی علی الفلاح کھڑے ہونیکا امر ہے اس لئے کھڑے ہونکی طرف مسرعت کرنا چاہئے۔

اس سے معلوم ہوتا ہے کہ جن حضرات نے حی علی الفلاح پر یا قدامت الصلوٰۃ پر کھڑے ہونے کو مستحب فرمایا ہے ان کے نزدیک استیجاب کا مطلب یہ ہے کہ اس امر کے بعد بیٹھے رہنا خلاف دین ہے نہ یہ کہ اس سے پہلے کھڑا ہونا خلاف ادب ہے۔ کیونکہ پہلے کھڑے

ہونے میں تو اور بھی زیادہ مُسارعت پائی جاتی ہے۔ اس سے واضح ہو گیا کہ جن حضرات ائمہ نے جی علی الصلوٰۃ پر کھڑے ہونے کو مستحب فرمایا ہے اس کا بھی یہ مطلب نہیں کہ اس سے پہلے کھڑا ہونا استہجاب کے خلاف ہے بلکہ مطلب یہ ہے کہ اس کے بعد بیٹھے رہنا خلاف اوست ہے کیونکہ وہ مُسارعت الی الطاعت کے خلاف ہے۔ اس میں غور کیجئے تو معلوم ہو گا کہ ائمہ اربعہ (چاروں اماموں) کے مذاہب میں دو باتیں متفق علیہ ہیں۔ ایک یہ ہے کہ یہ سب اختلاف محض افضلیت اور کویت کا ہے اس میں کوئی جانبنا جائز یا مکروہ نہیں۔ اور کسی کو کسی پر تکبر و اعتراض کرنے کا حق نہیں۔ اسی لئے مذاہب اربعہ کے متبعین میں کبھی اس پر کوئی جھگڑا نہیں سنا گیا۔ دوسرے یہ کہ باجماع صحابہ و تابعین و اتفاق ائمہ اربعہ صفوں کی تبدیل و درستی واجب ہے۔ جو نماز شروع ہونے سے پہلے مکمل ہونا چاہیے اور یہ اس صورت میں ہو سکتی ہے جبکہ عام آدمی شروع اقامت سے کھڑے ہو جائیں۔ بقول امام مالکؒ کوئی کمزور و ضعیف بعد میں بھی کھڑا ہو تو کوئی مُفسد ائمہ نہیں۔ جیسا کہ خلفاء راشدین اور عام صحابہ کرامؓ کا تعامل اسی کے مطابق اور پر معلوم ہو چکا ہے۔

خلاصہ

یہ ہے کہ جس وقت امام اور مقتدی سب اقامت سے

پہلے مسجد میں موجود ہوں تو امام اعظم ابو حنیفہ رحمہ اللہ، امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ کے نزدیک
 حی علی الفلاح اور قدامت الصلوٰۃ پر کھڑا ہونا اور امام شافعی رحمہ اللہ کے
 نزدیک آخر اقامت پر کھڑے ہونا افضل ہے اور امام مالک رحمہ اللہ کے
 نزدیک شروع ہی سے کھڑا ہونا افضل ہے۔ اور خلفاء راشدین رحمہم اللہ اور
 عام صحابہ کرام کا تعامل بھی سچا ہوتا ہے اور اسی تعامل کی بنیاد پر
 حضرت مسجد بن مسیب رحمہ اللہ کا مذہب یہ ہے کہ شروع اقامت ہی سے
 سب کو کھڑا ہو جانا صرف مستحب نہیں بلکہ واجب ہے۔

مگر یہ امت میں کسی کا مذہب نہیں کہ امام اقامت کے وقت
 باہر سے آکر مصلتے پر بیٹھ جائے اور بیٹھنے کو ضروری سمجھے کھڑے ہونے
 والے مقتدیوں کو کھڑے ہونے سے روکے، جو کھڑا ہو اس کو برا سمجھے،
 پہلے کھڑے ہونیکو مکروہ اور برا سمجھنا اور برا کہنا ائمہ اربعہ میں سے
 کسی کا مذہب نہیں۔ مذہب حنفیہ کی مستند روایات بحوالہ عالمگیری و
 بدائع اور پرگزشتہ کی ہیں جن کو شمس الاممہ رحمہ اللہ خستہ اور دوسرے
 ائمہ حنفیہ نے اختیار کیا ہے۔ حنفیہ کی کتابوں کے متون و شروح
 اور فتویٰ کی کتابوں میں بجز ایک مضمرات کی روایت کے جس کو
 طحاوی نے نقل کیا ہے کسی نے پہلے کھڑے ہونے کو مکروہ نہیں
 کہا اور کیسے کہہ سکتے تھے جب کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور خلفاء راشدین رحمہم اللہ

اور تمام صحابہ و تابعین کے تعامل سے ابتداء اقامت میں کھڑا ہونا ثابت ہے۔ اور ائمہ حنفیہ میں کسی نے اس کو مکروہ نہیں کہا۔ اب رہا مضمرات کی روایت کا محالہ اس روایت کے الفاظ طحاوی نے یہ نقل کئے ہیں :-

واذا اخذ المؤذن في الاقامة ودخل رجل المسجد فانه
يقعد ولا ينظر قائماً كما في مضمرات قهستانی۔

جب مؤذن اقامت شروع کرے اس حالت میں کوئی شخص مسجد میں داخل ہوا تو وہ شخص بیٹھ جائے کھڑے ہو کر انتظار نہ کرے۔

اس روایت کا صاف مطلب یہ ہو سکتا ہے کہ یہ اس صورت سے متعلق ہے جبکہ امام کے آنے سے پہلے اقامت شروع کر دی ہو جسکی مخالفت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمائی ہے کہ امام اور اس کا لفظ لا ینتظر اس مفہوم کا قریب ہے کیوں کہ انتظار سے مراد انتظار امام ہے۔ اس صورت میں یہ روایت عام روایات حنفیہ اور تمام کتب حنفیہ کے مطابق بھی ہو جاتی ہے اور سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور سنت صحابہ کے بھی خلاف نہیں۔ اور اگر اس کا مفہوم یہ لیا جائے کہ امام کے موجود ہونے پر اقامت کی جگہ ہی ہو تو باہر سے آنے والے کے لئے کھڑا ہونا مکروہ ہے تو یہ خود مذہب حنفیہ کی

تمام مستند روایات اور کتب حنفیہ کے متون و شروح کے خلاف ہونے کی وجہ سے بھی قابل ترک ہوگی۔ اور خلاف سنت ہونے کی وجہ سے بھی۔ اور جب کہ مشمرات کی اس روایت کا ایسا مفہوم پر تکلف بن سکتا ہے جو اوپر بیان کیا گیا۔ البتہ طحاوی نے اس کا یہ مفہوم قرار دیا جو سب متون و شروح حنفیہ سے مختلف اور سنت صحابہ کے معارض ہے۔ علامہ طحاوی کی جلالت قدر اور علمی عظمت اپنی جگہ ہے مگر مشمرات کی روایت کا یہ مفہوم قرار دینا خود اس روایت کے سقوط کا موجب بنتا ہے۔

اور خود علامہ طحاویؒ نے در مختار کی شرح میں وہی لکھا جو اوپر عالمگیری اور بدائع کے حوالہ سے بیان کیا گیا ہے کہ امام باہر سے اگر اگلی صف کی طرف سے آئے تو اس کو دیکھتے ہی سب کھڑے ہو جائیں اور پچھلی صفوں سے آئے تو جس صف سے گزرے وہ کھڑی ہوتی جائے۔ البتہ در مختار میں ایک اور مسئلہ یہ لکھا ہے کہ اگر امام خود ہی اقامت کر لگے تو مقتدی اس وقت تک کھڑے ہوں جب تک کہ اقامت پوری نہ ہو جائے۔ در مختار نے یہ مسئلہ ظہیر بن زبیر کے حوالہ سے بیان کیا ہے اور خاص مسئلہ کے تحت طحاوی نے لکھا ہے۔

وربما یؤخذ منه کراہۃ تقدیم الوقوف فی البیت السابق (طحاوی علیہ السلام ج ۱)

بسا اوقات لوگ اس سے تقدیم و فوق کی کراہت کا مفہوم نکالتے ہیں۔
اس کے الفاظ پر بجا یوں لہن سے خود اس کراہت کے مفہوم کے ضعف کی طرف
اشارہ پایا جاتا ہے کہ اس مفہوم کو طحاوی نے بھی اپنی طرف سے کراہت میں
کیا بلکہ یہ فرمایا کہ بعض لوگ اس سے یہ مفہوم مراد لیتے ہیں۔

حاصل یہ کہ تمام کتب حنفیہ میں سوا ایک دایت مضمرات قستانی کے
الفاظ مشکوک ہیں اُن کا وہ مفہوم بھی لیا جاسکتا ہے جو جمہور سلف اور
تمام کتب حنفیہ کی تصریحات کے مطابق ہے۔ اور دوسرا مفہوم کہ ایت
تقدیم بھی لیا جاسکتا ہے۔ لیکن یہ ظاہر ہے کہ اگر دایت مضمرات کا یہی
مفہوم لیا جائے تو وہ المذہب کی تصریحات اور تمام متون و شروح
حنفیہ کے مخالف ہونے کی وجہ سے قابل ترک ترقی ہے۔

خلاصہ کلام سے یہ بات واضح ہو گئی کہ خود رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم کا عمل پھر خلفاء راشدین، مذکور الصدقہ تصریحات اور جمہور صحابہ تابعین
کا تعامل اس پر شاہد ہے کہ ان حضرات کا معمول و دستور یہی تھا کہ امام جب
مسجد میں آجائے تو اول اقامت سے ہی سب لوگ کھڑے ہو کر صفوف کی درستی
کر لیں اور جس وقت میں امام پہلے سے شراب کے قریب بیٹھا ہو اس میں بھی
حی علی الفلاح پر کھڑے ہونے کو مستحب کہنا باین معنی ہے کہ اس کے بعد بیٹھ رہنا
خلاف ارشاد ہے کیونکہ مسارعۃ الی الطاعت کے خلاف ہے نہ یہ کہ اس سے

پہلے کھڑا ہونا خلاف ادب ہے۔ کیونکہ اس میں تو مساعیت اور زیادہ ہے اور یہ کہ جو طریقہ بعض مسجدوں میں اختیار کیا جاتا ہے کہ اقامت کے وقت امام باہر سے یا مسجد کے کسی گوشہ سے چل کر آئے اور آکر مہلے پر بیٹھ جائے اور اس بیٹھنے کو اس وجہ ضروری سمجھے کہ جو لوگ پہلے کھڑے ہوں ان کو بھی بیٹھ جانے کی تاکید کرے جو نہ بیٹھے اس پر طعن کرے یہ امت میں کسی امام و فقیہ کا مذہب نہیں۔ خالص بدعت ہے۔

تنبیہ۔ یہ تفصیل مسئلے کی اصل حقیقت واضح کرنے کیلئے لکھی گئی ہے۔ اور آخری طریقہ جو جمہور ائمہ فقہاء کے خلاف ہے وہ اگرچہ مذہوم ہے مگر مسلمانوں میں باہمی جھگڑا اور جنگ ہمال اس سے زیادہ مذہوم و منحوس ہے۔ اس لئے اس پر بھی کسی سے جھگڑنا مناسب نہیں۔ ہمدردی، خیر خواہی اور نرمی کے ساتھ مسئلے کی حقیقت ایسے لوگوں کو بتا دیں جن سے امید قبول کرنے کی ہو ورنہ سکوت (خاموشی) بہتر ہے۔ خود اپنا عمل سنت کے مطابق رکھے دوسروں سے تعرض نہ کرے۔

وَاللّٰهُ سُبْحَانَهُ تَعَالٰی اَعْلَمُ ،

نقل استفتاء و جواب از مفتی عبد القادر صاحب فرنگی محل لکھنؤ

کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ :-

۱۔ ایک جماعت اس بات پر بہت زیادہ زور دیتی ہے کہ نماز میں مقتدی شروع اقامت سے نہ کھڑے ہوا کریں بلکہ مکبر جب حتیٰ علی الفلاح پہنچے اس وقت کھڑے ہوا کریں ورنہ سخت گنہگار ہوں گے اور جو شروع اقامت سے کھڑے ہوتے ہیں برا بھلا کہتے ہیں اور ان سے بائیکاٹ کی کوشش کرتے ہیں، حالانکہ کھڑے ہونے میں صفیں ٹھیک سے درست نہیں پاتی ہیں حتیٰ کہ امام جب قرارت میں مشغول ہوتا ہے اس وقت تک لوگ صفیں درست کیا کرتے ہیں صفوں کا درست کرنا زیادہ بہتر ہے یا حتیٰ علی الفلاح پر کھڑا ہونا ؟

۲۔ علماء فرنگی محل کا کیا عمل ہے، شروع اقامت پر کھڑے

ہوتے ہیں یا حتیٰ علی الفلاح پر ؟

۳۔ علماء دیوبند کیا واقعی اہلسنت جماعت سے خارج ہیں اور

انکے پیچھے نماز پڑھنا حرام ہے۔ مفصل جواب انہ فرما کر شکریہ کا موقع عنایت فرما۔

المستفتی شبیر احمد غفرلہ، انبیاء ٹھوک ۲/۵/۲۰۲۰ھ

هو المصوب^{۹۹۲}۔ امام جب اپنے مصلے پر نماز پڑھانے کھڑا ہو تو مقتدیوں کو کھڑا ہونا چاہئے خواہ اقامت شروع کی گئی ہو یا شروع نہ کی گئی ہو۔ عہدِ امام اور مقتدیوں کا اس لئے بیٹھا رہنا کہ حیات میں حی علی الفلاح کہا جائے تو قیام کیا جائے یہ ثابت نہیں ہے۔ البتہ اگر امام اور مقتدی بیٹھے ہوں اور تکبیر شروع کر دی جائے تو بہتر یہ ہے کہ حی علی الصلوۃ یا حی علی الفلاح پر قیام کیا جائے (یعنی اس وقت تک ضرور کھڑا ہو جانا چاہئے)۔ تاکہ اقامت کہنے کی اجابت عمل سے بھی ہو جائے۔ ہمارے اکابر حیب مصلے پر نماز پڑھانے کھڑے ہو جاتے تھے مؤذن اقامت کہتا تھا۔ یہ بھی صحیح نہیں ہے کہ اگر حی علی الفلاح کہنے پر قیام نہ کیا جائے یا اس سے پہلے بیٹھا نہ جائے تو اس پر گناہ ہے۔ واللہ اعلم۔

علماء دیوبند سنی حنفی ہیں اور ان کے پیچھے نماز درست ہے

محمد عبدالقادر فرنگی محل لکھنؤ

مدرسہ عالیہ نظامیہ

۲۴ ستمبر ۱۹۵۷ء



www.faranjunedahmad.blogspot.com
Juned Ahmad Noor
Bahraich U.P. India.
WhatsApp. 9648176721

www.faranjunedahmad.blogspot.com
Juned Ahmad Noor
Bahraich U.P. India.
WhatsApp. 9648176721

جون سنہ ۱۹۷۷ء
مطبوعہ نوری پریس بہرائچ